

تعارف و تبصرہ

”حضیراہ“

یہ معروف ادیب اور صحافی جناب قیوم خضر کی اس کتاب کا عنوان ہے جس میں انھوں نے اپنے الفاظ میں ”اسلامی تصوف کا تجریدی مطالعہ“ کیا ہے۔ انھوں نے اس مطالعہ کی خود ہی یہ شریح کی ہے کہ یہ فلسفہ تصوف کے بجائے نفس تصوف کا مطالعہ ہے یعنی اس میں تصوف کی تعریف و توضیح کی گئی ہے اور اس کی حقیقت و اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

زیر نظر کتاب کے تین ابواب ہیں۔ اشارات، محاضرات، توضیحات۔ ان کے علاوہ ابتدا میں ”معروضات“ کے عنوان سے مقدمہ کتاب ہے اور ”کتابیات“ کے عنوان سے مآخذ مطالعہ کا تذکرہ خاتمہ کتاب پر کیا گیا ہے۔ کتاب کے دو ابواب، محاضرات اور توضیحات، کو میں صرف تتمہ یا ضمیمہ سمجھتا ہوں، اس لئے کہ اول الذکر میں ”روزہ اور اس کی حقیقت“ پر گفت و گو کی گئی ہے، جو تصوف کی طریقت کے بجائے اصلاً و اصولاً دین کی شریعت کا ایک رکن ہے، اس طرح ثانی الذکر ”مختصر قاموس تصوف“ ہے، یعنی اس میں صرف الفاظ و اصطلاحات کی شرح ہے، جو لغت نہیں کا کام ہے۔ لہذا کتاب کے موضوع پر بحث دراصل ایک ہی باب، اشارات، میں ختم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ میرا تبصرہ اسی باب پر مبنی ہے۔ مصنف کی معروضات پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تصوف کی پرخطر نراکتوں سے واقف ہیں، کہتے ہیں:-

”حقیقت یہ ہے کہ تصوف میں بعض الفاظ جن معانی میں استعمال ہوتے ہیں عام طور پر لغت میں ان الفاظ کے معانی بعینہ اسی طرح نہیں

ملنے ، کیوں کہ صوفیاء الفاظ کے معانی اپنے احوال و کوائف کے مطابق لیا کرتے ہیں۔“ (ص ۵)

مصنف صوفیاء کے اس طرز گفت و گو کی توجیہ اس طرح کرتے ہیں:-

”اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ اہل تصوف کا توشن ہی یہ تھا کہ لوگوں کے اندر اس حقیقی دینداری اور خدا پرستی کی اصلی روح کو بیدار اور جاری و ساری کیا جائے جو انبیاء کی دعوت کا اصل مقصد تھا۔ لیکن یہ بات ظالم و جابر بادشاہوں نیز حکمرانوں کو گوارہ نہ تھی، اس لئے صوفیاء اپنی بات ایسی زبان اور اصطلاحات میں بیان کرتے تھے کہ ان کے اپنے طائفہ کے لوگ تو اچھی طرح سمجھ لیں لیکن اگر وہی باتیں ان کے حلقے سے باہر جائیں تو دوسرے اس سلسلے کے بھیدوں کو نہ پاسکیں۔“

میرے خیال میں یہی تصوف کی اصلی خامی ہے اور جو صوفیاء بھی اس میں مبتلا تھے وہ دین کی روح اور شریعت کے تقاضوں کو سمجھنے سے قاصر تھے۔ انھوں نے طریقت کو خانقاہیت کے گورکھ دھندے میں گم کر دیا تھا۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول تو یہ ہے کہ ”سب سے بڑا جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق بلند کرنا“ ہے، جب کہ یہ نام نہاد صوفیاء اپنے خیال میں رشد و ہدایت کے محفوظات کو یا جابر بادشاہ کے خوف سے خفیہ طور پر لیس اپنے حلقہ خاص میں ارشاد کیا کرتے تھے۔ میرا خیال ہے کہ صوفیاء کہلانے والے تمام بزرگان دین کے بارے میں ایسا سمجھنا صحیح نہیں ہے کہ وہ مبہم بیانات دیا کرتے تھے، اس لئے کہ جن حضرات کو صوفیاء کہا جاتا ہے ان میں بعض بڑے بڑے علمائے اسلام شامل ہیں جنھوں نے اپنے دور میں خدا کے دین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے پوری جرات ایمانی کے ساتھ جہاد کیا اور کبھی کسی جابر بادشاہ یا ظالم حکمران کی انھوں نے پروا نہ کی۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مجاہدانہ کاظمے اس سلسلے کی مدشن شامل ہیں شریعت دین کی علانیہ پابندی اور فرائض کی بر ملا ادائیگی جاستی ہے، لہذا جو طریقت اس تقاضا

شریعت کے خلاف ہو وہ اسلام کے صراط مستقیم سے ہٹی ہوئی ہے۔
اس نکتہ پر زیر نظر کتاب کے باب اول ”اسلامی تصوف کا بحریدی مطالعہ“ بہ
عنوان ”اشارات“ کی ابتدا ہی میں شیخ محی الدین ابن عربی کے اس قول سے کافی روشنی
پڑتی ہے:

”قیامت کے دن تم سے یہ سوال نہیں ہوگا کہ ”فتوحات مکیہ“ پڑھی تھی
یا نہیں، بلکہ وہاں تو یہی پوچھا جائے گا کہ نماز پڑھی تھی یا نہیں“ (ص ۱۵)
قیوم خضر صاحب نے اس فکر انگیز قول پر تبصرہ کرتے ہوئے خود ہی لکھا ہے
”ان (شیخ محی الدین ابن عربی) کی نظر میں بھی تصوف کتاب و سنت
کی پیروی کے ایک طریقے کا نام ہے“ (ایضاً)

میرے خیال میں یہ لفظ ”طریقت“ کی بہترین تشریح ہے کہ یہ بس ”کتاب و سنت کی پیروی
کے ایک طریقے کا نام ہے“۔ چنانچہ اگر تصوف کے کسی طریقے میں کتاب و سنت سے ذرا
بھی تجاوز نظر آئے تو سمجھنا چاہئے کہ وہ غلط اور گم راہ کن ہے۔

اس سلسلے میں قیوم خضر صاحب نے حضرت داتا گنج بخشؒ کا جو قول ان کی تصنیف
”کشف المحجوب“ سے نقل کیا ہے اس میں ایک جملہ بہت حقیقت افروز ہے
”اگر تصوف کے انکار سے تمہاری مراد محض اس کے نام سے انکار
ہے تو کچھ حرج نہیں“ (ص ۲)

لیکن موصوف کے مفلوظ کا یہ حصہ کہ ”اگر (تصوف کے) معنی اور حقیقت سے انکار کرتے
ہو تو سمجھ لو کہ یہ کل شریعت سے انکار ہے ”محل نظر ہے“ اس لئے کہ اس میں بے جا مبالغہ
آرائی ہے اور تصوف کو بلا وجہ روح مذہب کا مترادف تصور کر لیا گیا ہے۔ جو بات حضرت
داتا گنج بخشؒ اپنے خیال میں تصوف کے معنی اور حقیقت کے بارے میں کہنا چاہتے ہیں
وہ صرف شریعت کے لئے مخصوص ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اپنے
دین کو شرع اور شریعت تو کہا ہے، طریقت یا تصوف نہیں کہا ہے، لہذا تصوف کے لفظ
و معنی پر اس درجہ اصرار کہ اس کا انکار ”کل شریعت کا انکار“ ہے، بالکل غلط اور لغو ہے۔

اس معاملے میں حضرت شیخ محمد بن عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قول فیصل ارشاد کیا ہے، جو صفحہ ۲۵ پر زیر نظر کتاب میں مندرج ہے:

”کتاب و سنت کو اپنے سامنے رکھو، تامل و تدبیر کے ساتھ دونوں

کا مطالعہ کرو اور ان دونوں ہی کو اپنا دستور العمل بناؤ..... خاتم المرسلین

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہمارا کوئی نبی و ہادی نہیں کہ

ہم اس کی پیروی کریں اور قرآن کے سوا کوئی کتاب نہیں کہ ہم اس پر عمل کریں

لہذا تم ان دونوں کے دائرے سے باہر نہ نکلو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے، تنہا ہی

خواہش اور شیطانی وسوسے تمہیں گم راہ کر دیں گے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا ہے کہ اپنی خواہش نفس کی پیروی نہ کرو ورنہ تم اللہ کے راستے سے

بھٹک جاؤ گے، اس لئے سلاتی کتاب و سنت کی پیروی ہی میں ہے

اور ہلاکت ان کی عدم پیروی میں۔“

اس قول فیصل کے بالکل برخلاف شاہ تصدق علی صاحب کی وہ خرافات ہے

جو قیوم خضر صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۹ پر نقل کی ہے۔ اس لغو بیان کے یہ گم راہ کن

جملے دیکھئے:

”شریعت کثرت خلق ہے اور خلق کو فنا ہے۔ حقیقت وحدت

ہے اور وحدت عین حق ہے نیز حق کو بقا ہے۔ اس صورت میں اہل

شریعت رو بہ خلق ہیں اور اہل حقیقت رو بہ حق ہیں۔ سو چنے کہ رو بہ حق

ہونا اچھا ہے یا رو بہ خلق ہونا بہتر ہے۔“

اس لایعنی ملفوظ کی انتہائے جسارت یہ ہے کہ

”حضور سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شریعت

میں نبی اور حقیقت میں ولی تھے۔“

نعوذ باللہ! گو یا شاہ تصدق علی صاحب کے خیال میں ”ولی“ نبی سے بڑا ہے جس

شخص نے بھی قرآن سمجھ کر پڑھا ہے جانتا ہے کہ ولی ہر وہ شخص ہے جو خدا اور رسول کے

خضر راہ

احکام و ارشادات کی پوری پابندی و پیروی اپنے قول و عمل دونوں سے کرے، جب کہ نبی صرف وہ چند شخصیتیں ہیں جنہیں اللہ نے اپنی پیغام بری کے عظیم منصب پر فائز کیا اس لئے نبی کی امت ہوتی ہے جس میں نبی کے پیروؤں کے درمیان وہ لوگ پیدا ہوتے ہیں جو نبی کی پیروی میں بے شک کی باعث ولی کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں۔

علم و عمل کی بحث میں حضرت مخدوم جہاں کا یہ قول بالکل صحیح ہے ایمان افروز ہے کہ ”علم امام ہے عمل کا اور عمل اس کے تابع ہے“ (مکتوب ۳۷، منقول ”خضر راہ“، ص ۳) لیکن حضرت کا یہ لفظ ناقابل فہم ہے کہ ”جو علم زندگی کے چشموں سے الٹا ہے اس کو ظاہری حواس کی مدد کی ضرورت نہیں ہوتی“ (مکتوب ۴۱، منقول خضر راہ ص ۳۷)۔ قیوم خضر صاحب نے سماع کے سلسلے میں جو کچھ لکھا ہے ان کی کوشش اعتدال کے باوجود محل نظر ہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے شاہ اختر حسین چشتی صابری صاحب کی جو خرافات سماع کی تصدیق و تشریح میں درج کی ہے وہ بڑی عبرت انگیز ہے۔ ایسی ہی مغالطہ بازیاں سماع کو ایک خطرناک لغویت میں تبدیل کر دیتی ہیں۔ اچھے اشعار اور اچھی آواز یقیناً جاں نثرا ہیں مگر سماع کے نام سے قوالی اور حال قوال کا جو شہ گامہ رقص و موسیقی گرم کیا جاتا ہے اس کا کوئی جواز شریعت میں نہیں ہے یہ محض چند اہل دل کہلانے والوں کی تفریح اور نشاط خاطر کا سامان ہے جسے خواہ مخواہ تقدس کے رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کا رعبث ہے۔

”تصوف میں گوشہ نشینی اور بے علمی“ پر گفت و گو کرتے ہوئے جناب قیوم خضر نے بالعموم اعتدال و توازن سے کام لیا ہے اور چند بصیرت افروز حقائق پیش کئے ہیں، لیکن بعض خداسیدہ نبرگوں کے متعلق ”ترک اسباب“ (۴۲) کی جو بات انھوں نے کی ہے وہ خود ان کی دبی ہوئی ان دلیلوں اور مثالوں کے خلاف ہے جو انھوں نے علمائے اسلام کی سیرتوں سے لی ہیں۔

”دعاء تقویٰ کی حقیقت“ اور ”ضرورت شیخ“ پر جو مباحث زیر نظر کتاب میں ہیں ان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ راہ مستقیم کی جستجو کے باوجود خطوط منفی بار بار قدموں تلے آتے اور مسافر کو منزل سے ہٹا دیتے ہیں۔ بالخصوص سیدھی اور صاف یہ ہے

کہ خدا کے سوا کسی بھی ہستی کو کسی بھی درجے میں کار ساز تصور کرنا شرک کی حد تک پہنچ جاتا ہے جو اسلام کی نگاہ میں واحد معصیت ہے جس کی مغفرت قیامت کے روز داد و محشر کسی بھی حال میں نہ کرے گا، جیسا کہ اس نے بار بار قطعی طور پر قرآن حکیم میں واضح فرما دیا ہے۔ اسی طرح دعا خدا اور بندے کے درمیان کسی واسطے کی منتحل نہیں، بندہ خدا ہی سے براہ راست مانگے گا تو کچھ پائے گا۔ دوسرے ادیان کے مقلدے میں اسلام کا یہی امتیاز ہے کہ اس میں پروہتوں کا کوئی نظام نہیں ہے، خالق و مخلوق کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں اور احکام شریعت میں رسول کی تقلید کے سوا کسی دوسری انسانی شخصیت کی بے چون و چرا پیروی کا پھندا آدمی کی گردن میں نہیں ڈالا گیا۔ علمائے اسلام سے استفادہ اور اولیاء اللہ سے محبت یقیناً ایک کار خیر ہے، مگر جو کچھ ہے دین و شریعت کے حدود میں اور خدا و رسول کے اتباع میں۔

مجموعی طور پر قیوم خضر صاحب نے بڑی کاوش اور دیدہ رہبری سے ایک نازک اور پیچیدہ موضوع پر بہت ہی دل چسپ، معلومات افزا اور فکر انگیز نکات ایک مختصر سی کتاب میں سلیقے کے ساتھ جمع کر دیئے ہیں، جن کے مطالعے سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ جو یائے حق ہیں اور انھوں نے حتی الوسع مذہبی امور میں غل اور افراط و تفریط سے دامن بچا کر صحیح دینی و شرعی موقف اور نقطہ نظر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس سلسلے میں بہتیری غلط اور گم راہ کن باتوں کی تردید خود اکابر صوفیاء کے اقوال کے حوالے سے کی ہے کہ اکابر صوفیاء اولیاء اور بزرگان دین طریقت کو شریعت سے الگ نہ سمجھتے تھے بلکہ شریعت کے گہرے شعور اور اس کی پر خلوص یا بندی کا ایک طریقہ، ایک ذریعہ سمجھتے تھے اور جب تک دین و شریعت کا پختہ علم و عمل کسی شخص کو حاصل نہ ہوتا تھا اس کو نہ صوفی مانتے تھے نہ ولی نہ بزرگ۔ اس طرح بزرگان دین کے نزدیک طریقت تقویٰ، زہد اور احسان“ سے مختلف کوئی چیز نہ تھی اور اس میں نہ تو ترک دنیا کی گنجائش تھی نہ بے علمی، بد عقیدگی اور بدعت کی۔ لیکن عالم و مجاہد اولیاء کے جاہل و کاہل جانشینوں یا قفالوں نے اپنی بے شعوری اور بد کرداری سے تصوف کے نام سے الجج میں ضووف الاعتقادی اور بد علمی

پھیلائی لہذا ضرورت ہے کہ حقیقی بزرگانِ دین، علما، صلحا، اولیا اور اتقیا کے مجاہدوں سے سبق حاصل کیا جائے اور ان کے نقالوں سے احتراز کیا جائے۔

یہ قیمتی نکات جناب قیوم خضر نے بڑے شگفتہ انداز سے بیان کئے ہیں، مگر چہ بعض جگہ شگفتگی شاعری کی حد تک پہنچ گئی ہے رہبرِ حال بزرگوں کے اقوال اور قرآن و حدیث کے حوالوں سے کثرت کے باوجود بیان میں سلاست اور روانی عام طور سے پائی جاتی ہے۔ یہ خوبیاں کتاب کو دل چسپ اور ایک دقیق موضوع کو سہل بناتی ہیں، لیکن قرآن و حدیث کے بعض حوالوں کو بزرگوں کے ملفوظات سے نقل کرنے کے بجائے براہِ راست آیات و روایات سے لینا بہتر ہوتا، تاکہ وہ تسامحات سرزد نہ ہوتے جو کہیں کہیں نظر آتے ہیں، مثلاً ص ۹ پر آیت قرآنی کا ایک حوالہ جو درحقیقت آیت نہیں ہے۔

میرا خیال ہے کہ ”خضر راہ“ تصوف کا ایک اچھا، نسبتاً و عموماً محتاج اور مفید مطالعہ ہے۔ تصوف سے دل چسپی رکھنے والوں کے لئے اس میں کافی فکر انگیز مواد ہے۔ ایسی کتاب کو ہر کتب خانے کی زینت بننا چاہئے۔

(ڈاکٹر عبدالمغنی)

ہندوستان میں کیشنز کے اہم مطبوعات

- ۱۔ اسلام - ایک روشن حقیقت ڈاکٹر محمودہ عبدالحامی ۲۵/-
- ۲۔ انخوان المسلمون کا تربیتی نظام یوسف القرضاوی ۸/-
- ۳۔ ہم دعوت کا کام کیسے کریں عبدالباق صقر ۸/-
- ۴۔ اسلامی معیشت کے بنیادی اصول محمد ابوالسعود ۱۰/-
- ۵۔ دعوت اسلامی پر پندہویں صدی کے استقبالیہ الغزالی ۲۰/-
- ۶۔ اسلامی کردار محمد الغزالی ۲۰/-
- ۷۔ زنداں کے شب و روز زینب الغزالی ۱۲/-

چلنے کے ۱۔ مرکزی مکتبہ اسلامی ۱۳۵۳ - ۱۳۵۴ - ۱۳۵۵ - ۱۳۵۶ - ۱۳۵۷ - ۱۳۵۸ - ۱۳۵۹ - ۱۳۶۰ - ۱۳۶۱ - ۱۳۶۲ - ۱۳۶۳ - ۱۳۶۴ - ۱۳۶۵ - ۱۳۶۶ - ۱۳۶۷ - ۱۳۶۸ - ۱۳۶۹ - ۱۳۷۰ - ۱۳۷۱ - ۱۳۷۲ - ۱۳۷۳ - ۱۳۷۴ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۶ - ۱۳۷۷ - ۱۳۷۸ - ۱۳۷۹ - ۱۳۸۰ - ۱۳۸۱ - ۱۳۸۲ - ۱۳۸۳ - ۱۳۸۴ - ۱۳۸۵ - ۱۳۸۶ - ۱۳۸۷ - ۱۳۸۸ - ۱۳۸۹ - ۱۳۹۰ - ۱۳۹۱ - ۱۳۹۲ - ۱۳۹۳ - ۱۳۹۴ - ۱۳۹۵ - ۱۳۹۶ - ۱۳۹۷ - ۱۳۹۸ - ۱۳۹۹ - ۱۴۰۰ - ۱۴۰۱ - ۱۴۰۲ - ۱۴۰۳ - ۱۴۰۴ - ۱۴۰۵ - ۱۴۰۶ - ۱۴۰۷ - ۱۴۰۸ - ۱۴۰۹ - ۱۴۱۰ - ۱۴۱۱ - ۱۴۱۲ - ۱۴۱۳ - ۱۴۱۴ - ۱۴۱۵ - ۱۴۱۶ - ۱۴۱۷ - ۱۴۱۸ - ۱۴۱۹ - ۱۴۲۰ - ۱۴۲۱ - ۱۴۲۲ - ۱۴۲۳ - ۱۴۲۴ - ۱۴۲۵ - ۱۴۲۶ - ۱۴۲۷ - ۱۴۲۸ - ۱۴۲۹ - ۱۴۳۰ - ۱۴۳۱ - ۱۴۳۲ - ۱۴۳۳ - ۱۴۳۴ - ۱۴۳۵ - ۱۴۳۶ - ۱۴۳۷ - ۱۴۳۸ - ۱۴۳۹ - ۱۴۴۰ - ۱۴۴۱ - ۱۴۴۲ - ۱۴۴۳ - ۱۴۴۴ - ۱۴۴۵ - ۱۴۴۶ - ۱۴۴۷ - ۱۴۴۸ - ۱۴۴۹ - ۱۴۵۰ - ۱۴۵۱ - ۱۴۵۲ - ۱۴۵۳ - ۱۴۵۴ - ۱۴۵۵ - ۱۴۵۶ - ۱۴۵۷ - ۱۴۵۸ - ۱۴۵۹ - ۱۴۶۰ - ۱۴۶۱ - ۱۴۶۲ - ۱۴۶۳ - ۱۴۶۴ - ۱۴۶۵ - ۱۴۶۶ - ۱۴۶۷ - ۱۴۶۸ - ۱۴۶۹ - ۱۴۷۰ - ۱۴۷۱ - ۱۴۷۲ - ۱۴۷۳ - ۱۴۷۴ - ۱۴۷۵ - ۱۴۷۶ - ۱۴۷۷ - ۱۴۷۸ - ۱۴۷۹ - ۱۴۸۰ - ۱۴۸۱ - ۱۴۸۲ - ۱۴۸۳ - ۱۴۸۴ - ۱۴۸۵ - ۱۴۸۶ - ۱۴۸۷ - ۱۴۸۸ - ۱۴۸۹ - ۱۴۹۰ - ۱۴۹۱ - ۱۴۹۲ - ۱۴۹۳ - ۱۴۹۴ - ۱۴۹۵ - ۱۴۹۶ - ۱۴۹۷ - ۱۴۹۸ - ۱۴۹۹ - ۱۵۰۰ - ۱۵۰۱ - ۱۵۰۲ - ۱۵۰۳ - ۱۵۰۴ - ۱۵۰۵ - ۱۵۰۶ - ۱۵۰۷ - ۱۵۰۸ - ۱۵۰۹ - ۱۵۱۰ - ۱۵۱۱ - ۱۵۱۲ - ۱۵۱۳ - ۱۵۱۴ - ۱۵۱۵ - ۱۵۱۶ - ۱۵۱۷ - ۱۵۱۸ - ۱۵۱۹ - ۱۵۲۰ - ۱۵۲۱ - ۱۵۲۲ - ۱۵۲۳ - ۱۵۲۴ - ۱۵۲۵ - ۱۵۲۶ - ۱۵۲۷ - ۱۵۲۸ - ۱۵۲۹ - ۱۵۳۰ - ۱۵۳۱ - ۱۵۳۲ - ۱۵۳۳ - ۱۵۳۴ - ۱۵۳۵ - ۱۵۳۶ - ۱۵۳۷ - ۱۵۳۸ - ۱۵۳۹ - ۱۵۴۰ - ۱۵۴۱ - ۱۵۴۲ - ۱۵۴۳ - ۱۵۴۴ - ۱۵۴۵ - ۱۵۴۶ - ۱۵۴۷ - ۱۵۴۸ - ۱۵۴۹ - ۱۵۵۰ - ۱۵۵۱ - ۱۵۵۲ - ۱۵۵۳ - ۱۵۵۴ - ۱۵۵۵ - ۱۵۵۶ - ۱۵۵۷ - ۱۵۵۸ - ۱۵۵۹ - ۱۵۶۰ - ۱۵۶۱ - ۱۵۶۲ - ۱۵۶۳ - ۱۵۶۴ - ۱۵۶۵ - ۱۵۶۶ - ۱۵۶۷ - ۱۵۶۸ - ۱۵۶۹ - ۱۵۷۰ - ۱۵۷۱ - ۱۵۷۲ - ۱۵۷۳ - ۱۵۷۴ - ۱۵۷۵ - ۱۵۷۶ - ۱۵۷۷ - ۱۵۷۸ - ۱۵۷۹ - ۱۵۸۰ - ۱۵۸۱ - ۱۵۸۲ - ۱۵۸۳ - ۱۵۸۴ - ۱۵۸۵ - ۱۵۸۶ - ۱۵۸۷ - ۱۵۸۸ - ۱۵۸۹ - ۱۵۹۰ - ۱۵۹۱ - ۱۵۹۲ - ۱۵۹۳ - ۱۵۹۴ - ۱۵۹۵ - ۱۵۹۶ - ۱۵۹۷ - ۱۵۹۸ - ۱۵۹۹ - ۱۶۰۰ - ۱۶۰۱ - ۱۶۰۲ - ۱۶۰۳ - ۱۶۰۴ - ۱۶۰۵ - ۱۶۰۶ - ۱۶۰۷ - ۱۶۰۸ - ۱۶۰۹ - ۱۶۱۰ - ۱۶۱۱ - ۱۶۱۲ - ۱۶۱۳ - ۱۶۱۴ - ۱۶۱۵ - ۱۶۱۶ - ۱۶۱۷ - ۱۶۱۸ - ۱۶۱۹ - ۱۶۲۰ - ۱۶۲۱ - ۱۶۲۲ - ۱۶۲۳ - ۱۶۲۴ - ۱۶۲۵ - ۱۶۲۶ - ۱۶۲۷ - ۱۶۲۸ - ۱۶۲۹ - ۱۶۳۰ - ۱۶۳۱ - ۱۶۳۲ - ۱۶۳۳ - ۱۶۳۴ - ۱۶۳۵ - ۱۶۳۶ - ۱۶۳۷ - ۱۶۳۸ - ۱۶۳۹ - ۱۶۴۰ - ۱۶۴۱ - ۱۶۴۲ - ۱۶۴۳ - ۱۶۴۴ - ۱۶۴۵ - ۱۶۴۶ - ۱۶۴۷ - ۱۶۴۸ - ۱۶۴۹ - ۱۶۵۰ - ۱۶۵۱ - ۱۶۵۲ - ۱۶۵۳ - ۱۶۵۴ - ۱۶۵۵ - ۱۶۵۶ - ۱۶۵۷ - ۱۶۵۸ - ۱۶۵۹ - ۱۶۶۰ - ۱۶۶۱ - ۱۶۶۲ - ۱۶۶۳ - ۱۶۶۴ - ۱۶۶۵ - ۱۶۶۶ - ۱۶۶۷ - ۱۶۶۸ - ۱۶۶۹ - ۱۶۷۰ - ۱۶۷۱ - ۱۶۷۲ - ۱۶۷۳ - ۱۶۷۴ - ۱۶۷۵ - ۱۶۷۶ - ۱۶۷۷ - ۱۶۷۸ - ۱۶۷۹ - ۱۶۸۰ - ۱۶۸۱ - ۱۶۸۲ - ۱۶۸۳ - ۱۶۸۴ - ۱۶۸۵ - ۱۶۸۶ - ۱۶۸۷ - ۱۶۸۸ - ۱۶۸۹ - ۱۶۹۰ - ۱۶۹۱ - ۱۶۹۲ - ۱۶۹۳ - ۱۶۹۴ - ۱۶۹۵ - ۱۶۹۶ - ۱۶۹۷ - ۱۶۹۸ - ۱۶۹۹ - ۱۷۰۰ - ۱۷۰۱ - ۱۷۰۲ - ۱۷۰۳ - ۱۷۰۴ - ۱۷۰۵ - ۱۷۰۶ - ۱۷۰۷ - ۱۷۰۸ - ۱۷۰۹ - ۱۷۱۰ - ۱۷۱۱ - ۱۷۱۲ - ۱۷۱۳ - ۱۷۱۴ - ۱۷۱۵ - ۱۷۱۶ - ۱۷۱۷ - ۱۷۱۸ - ۱۷۱۹ - ۱۷۲۰ - ۱۷۲۱ - ۱۷۲۲ - ۱۷۲۳ - ۱۷۲۴ - ۱۷۲۵ - ۱۷۲۶ - ۱۷۲۷ - ۱۷۲۸ - ۱۷۲۹ - ۱۷۳۰ - ۱۷۳۱ - ۱۷۳۲ - ۱۷۳۳ - ۱۷۳۴ - ۱۷۳۵ - ۱۷۳۶ - ۱۷۳۷ - ۱۷۳۸ - ۱۷۳۹ - ۱۷۴۰ - ۱۷۴۱ - ۱۷۴۲ - ۱۷۴۳ - ۱۷۴۴ - ۱۷۴۵ - ۱۷۴۶ - ۱۷۴۷ - ۱۷۴۸ - ۱۷۴۹ - ۱۷۵۰ - ۱۷۵۱ - ۱۷۵۲ - ۱۷۵۳ - ۱۷۵۴ - ۱۷۵۵ - ۱۷۵۶ - ۱۷۵۷ - ۱۷۵۸ - ۱۷۵۹ - ۱۷۶۰ - ۱۷۶۱ - ۱۷۶۲ - ۱۷۶۳ - ۱۷۶۴ - ۱۷۶۵ - ۱۷۶۶ - ۱۷۶۷ - ۱۷۶۸ - ۱۷۶۹ - ۱۷۷۰ - ۱۷۷۱ - ۱۷۷۲ - ۱۷۷۳ - ۱۷۷۴ - ۱۷۷۵ - ۱۷۷۶ - ۱۷۷۷ - ۱۷۷۸ - ۱۷۷۹ - ۱۷۸۰ - ۱۷۸۱ - ۱۷۸۲ - ۱۷۸۳ - ۱۷۸۴ - ۱۷۸۵ - ۱۷۸۶ - ۱۷۸۷ - ۱۷۸۸ - ۱۷۸۹ - ۱۷۹۰ - ۱۷۹۱ - ۱۷۹۲ - ۱۷۹۳ - ۱۷۹۴ - ۱۷۹۵ - ۱۷۹۶ - ۱۷۹۷ - ۱۷۹۸ - ۱۷۹۹ - ۱۸۰۰ - ۱۸۰۱ - ۱۸۰۲ - ۱۸۰۳ - ۱۸۰۴ - ۱۸۰۵ - ۱۸۰۶ - ۱۸۰۷ - ۱۸۰۸ - ۱۸۰۹ - ۱۸۱۰ - ۱۸۱۱ - ۱۸۱۲ - ۱۸۱۳ - ۱۸۱۴ - ۱۸۱۵ - ۱۸۱۶ - ۱۸۱۷ - ۱۸۱۸ - ۱۸۱۹ - ۱۸۲۰ - ۱۸۲۱ - ۱۸۲۲ - ۱۸۲۳ - ۱۸۲۴ - ۱۸۲۵ - ۱۸۲۶ - ۱۸۲۷ - ۱۸۲۸ - ۱۸۲۹ - ۱۸۳۰ - ۱۸۳۱ - ۱۸۳۲ - ۱۸۳۳ - ۱۸۳۴ - ۱۸۳۵ - ۱۸۳۶ - ۱۸۳۷ - ۱۸۳۸ - ۱۸۳۹ - ۱۸۴۰ - ۱۸۴۱ - ۱۸۴۲ - ۱۸۴۳ - ۱۸۴۴ - ۱۸۴۵ - ۱۸۴۶ - ۱۸۴۷ - ۱۸۴۸ - ۱۸۴۹ - ۱۸۵۰ - ۱۸۵۱ - ۱۸۵۲ - ۱۸۵۳ - ۱۸۵۴ - ۱۸۵۵ - ۱۸۵۶ - ۱۸۵۷ - ۱۸۵۸ - ۱۸۵۹ - ۱۸۶۰ - ۱۸۶۱ - ۱۸۶۲ - ۱۸۶۳ - ۱۸۶۴ - ۱۸۶۵ - ۱۸۶۶ - ۱۸۶۷ - ۱۸۶۸ - ۱۸۶۹ - ۱۸۷۰ - ۱۸۷۱ - ۱۸۷۲ - ۱۸۷۳ - ۱۸۷۴ - ۱۸۷۵ - ۱۸۷۶ - ۱۸۷۷ - ۱۸۷۸ - ۱۸۷۹ - ۱۸۸۰ - ۱۸۸۱ - ۱۸۸۲ - ۱۸۸۳ - ۱۸۸۴ - ۱۸۸۵ - ۱۸۸۶ - ۱۸۸۷ - ۱۸۸۸ - ۱۸۸۹ - ۱۸۹۰ - ۱۸۹۱ - ۱۸۹۲ - ۱۸۹۳ - ۱۸۹۴ - ۱۸۹۵ - ۱۸۹۶ - ۱۸۹۷ - ۱۸۹۸ - ۱۸۹۹ - ۱۹۰۰ - ۱۹۰۱ - ۱۹۰۲ - ۱۹۰۳ - ۱۹۰۴ - ۱۹۰۵ - ۱۹۰۶ - ۱۹۰۷ - ۱۹۰۸ - ۱۹۰۹ - ۱۹۱۰ - ۱۹۱۱ - ۱۹۱۲ - ۱۹۱۳ - ۱۹۱۴ - ۱۹۱۵ - ۱۹۱۶ - ۱۹۱۷ - ۱۹۱۸ - ۱۹۱۹ - ۱۹۲۰ - ۱۹۲۱ - ۱۹۲۲ - ۱۹۲۳ - ۱۹۲۴ - ۱۹۲۵ - ۱۹۲۶ - ۱۹۲۷ - ۱۹۲۸ - ۱۹۲۹ - ۱۹۳۰ - ۱۹۳۱ - ۱۹۳۲ - ۱۹۳۳ - ۱۹۳۴ - ۱۹۳۵ - ۱۹۳۶ - ۱۹۳۷ - ۱۹۳۸ - ۱۹۳۹ - ۱۹۴۰ - ۱۹۴۱ - ۱۹۴۲ - ۱۹۴۳ - ۱۹۴۴ - ۱۹۴۵ - ۱۹۴۶ - ۱۹۴۷ - ۱۹۴۸ - ۱۹۴۹ - ۱۹۵۰ - ۱۹۵۱ - ۱۹۵۲ - ۱۹۵۳ - ۱۹۵۴ - ۱۹۵۵ - ۱۹۵۶ - ۱۹۵۷ - ۱۹۵۸ - ۱۹۵۹ - ۱۹۶۰ - ۱۹۶۱ - ۱۹۶۲ - ۱۹۶۳ - ۱۹۶۴ - ۱۹۶۵ - ۱۹۶۶ - ۱۹۶۷ - ۱۹۶۸ - ۱۹۶۹ - ۱۹۷۰ - ۱۹۷۱ - ۱۹۷۲ - ۱۹۷۳ - ۱۹۷۴ - ۱۹۷۵ - ۱۹۷۶ - ۱۹۷۷ - ۱۹۷۸ - ۱۹۷۹ - ۱۹۸۰ - ۱۹۸۱ - ۱۹۸۲ - ۱۹۸۳ - ۱۹۸۴ - ۱۹۸۵ - ۱۹۸۶ - ۱۹۸۷ - ۱۹۸۸ - ۱۹۸۹ - ۱۹۹۰ - ۱۹۹۱ - ۱۹۹۲ - ۱۹۹۳ - ۱۹۹۴ - ۱۹۹۵ - ۱۹۹۶ - ۱۹۹۷ - ۱۹۹۸ - ۱۹۹۹ - ۲۰۰۰ - ۲۰۰۱ - ۲۰۰۲ - ۲۰۰۳ - ۲۰۰۴ - ۲۰۰۵ - ۲۰۰۶ - ۲۰۰۷ - ۲۰۰۸ - ۲۰۰۹ - ۲۰۱۰ - ۲۰۱۱ - ۲۰۱۲ - ۲۰۱۳ - ۲۰۱۴ - ۲۰۱۵ - ۲۰۱۶ - ۲۰۱۷ - ۲۰۱۸ - ۲۰۱۹ - ۲۰۲۰ - ۲۰۲۱ - ۲۰۲۲ - ۲۰۲۳ - ۲۰۲۴ - ۲۰۲۵ - ۲۰۲۶ - ۲۰۲۷ - ۲۰۲۸ - ۲۰۲۹ - ۲۰۳۰ - ۲۰۳۱ - ۲۰۳۲ - ۲۰۳۳ - ۲۰۳۴ - ۲۰۳۵ - ۲۰۳۶ - ۲۰۳۷ - ۲۰۳۸ - ۲۰۳۹ - ۲۰۴۰ - ۲۰۴۱ - ۲۰۴۲ - ۲۰۴۳ - ۲۰۴۴ - ۲۰۴۵ - ۲۰۴۶ - ۲۰۴۷ - ۲۰۴۸ - ۲۰۴۹ - ۲۰۵۰ - ۲۰۵۱ - ۲۰۵۲ - ۲۰۵۳ - ۲۰۵۴ - ۲۰۵۵ - ۲۰۵۶ - ۲۰۵۷ - ۲۰۵۸ - ۲۰۵۹ - ۲۰۶۰ - ۲۰۶۱ - ۲۰۶۲ - ۲۰۶۳ - ۲۰۶۴ - ۲۰۶۵ - ۲۰۶۶ - ۲۰۶۷ - ۲۰۶۸ - ۲۰۶۹ - ۲۰۷۰ - ۲۰۷۱ - ۲۰۷۲ - ۲۰۷۳ - ۲۰۷۴ - ۲۰۷۵ - ۲۰۷۶ - ۲۰۷۷ - ۲۰۷۸ - ۲۰۷۹ - ۲۰۸۰ - ۲۰۸۱ - ۲۰۸۲ - ۲۰۸۳ - ۲۰۸۴ - ۲۰۸۵ - ۲۰۸۶ - ۲۰۸۷ - ۲۰۸۸ - ۲۰۸۹ - ۲۰۹۰ - ۲۰۹۱ - ۲۰۹۲ - ۲۰۹۳ - ۲۰۹۴ - ۲۰۹۵ - ۲۰۹۶ - ۲۰۹۷ - ۲۰۹۸ - ۲۰۹۹ - ۲۱۰۰ - ۲۱۰۱ - ۲۱۰۲ - ۲۱۰۳ - ۲۱۰۴ - ۲۱۰۵ - ۲۱۰۶ - ۲۱۰۷ - ۲۱۰۸ - ۲۱۰۹ - ۲۱۱۰ - ۲۱۱۱ - ۲۱۱۲ - ۲۱۱۳ - ۲۱۱۴ - ۲۱۱۵ - ۲۱۱۶ - ۲۱۱۷ - ۲۱۱۸ - ۲۱۱۹ - ۲۱۲۰ - ۲۱۲۱ - ۲۱۲۲ - ۲۱۲۳ - ۲۱۲۴ - ۲۱۲۵ - ۲۱۲۶ - ۲۱۲۷ - ۲۱۲۸ - ۲۱۲۹ - ۲۱۳۰ - ۲۱۳۱ - ۲۱۳۲ - ۲۱۳۳ - ۲۱۳۴ - ۲۱۳۵ - ۲۱۳۶ - ۲۱۳۷ - ۲۱۳۸ - ۲۱۳۹ - ۲۱۴۰ - ۲۱۴۱ - ۲۱۴۲ - ۲۱۴۳ - ۲۱۴۴ - ۲۱۴۵ - ۲۱۴۶ - ۲۱۴۷ - ۲۱۴۸ - ۲۱۴۹ - ۲۱۵۰ - ۲۱۵۱ - ۲۱۵۲ - ۲۱۵۳ - ۲۱۵۴ - ۲۱۵۵ - ۲۱۵۶ - ۲۱۵۷ - ۲۱۵۸ - ۲۱۵۹ - ۲۱۶۰ - ۲۱۶۱ - ۲۱۶۲ - ۲۱۶۳ - ۲۱۶۴ - ۲۱۶۵ - ۲۱۶۶ - ۲۱۶۷ - ۲۱۶۸ - ۲۱۶۹ - ۲۱۷۰ - ۲۱۷۱ - ۲۱۷۲ - ۲۱۷۳ - ۲۱۷۴ - ۲۱۷۵ - ۲۱۷۶ - ۲۱۷۷ - ۲۱۷۸ - ۲۱۷۹ - ۲۱۸۰ - ۲۱۸۱ - ۲۱۸۲ - ۲۱۸۳ - ۲۱۸۴ - ۲۱۸۵ - ۲۱۸۶ - ۲۱۸۷ - ۲۱۸۸ - ۲۱۸۹ - ۲۱۹۰ - ۲۱۹۱ - ۲۱۹۲ - ۲۱۹۳ - ۲۱۹۴ - ۲۱۹۵ - ۲۱۹۶ - ۲۱۹۷ - ۲۱۹۸ - ۲۱۹۹ - ۲۲۰۰ - ۲۲۰۱ - ۲۲۰۲ - ۲۲۰۳ - ۲۲۰۴ - ۲۲۰۵ - ۲۲۰۶ - ۲۲۰۷ - ۲۲۰۸ - ۲۲۰۹ - ۲۲۱۰ - ۲۲۱۱ - ۲۲۱۲ - ۲۲۱۳ - ۲۲۱۴ - ۲۲۱۵ - ۲۲۱۶ - ۲۲۱۷ - ۲۲۱۸ - ۲۲۱۹ - ۲۲۲۰ - ۲۲۲۱ - ۲۲۲۲ - ۲۲۲۳ - ۲۲۲۴ - ۲۲۲۵ - ۲۲۲۶ - ۲۲۲۷ - ۲۲۲۸ - ۲۲۲۹ - ۲۲۳۰ - ۲۲۳۱ - ۲۲۳۲ - ۲۲۳۳ - ۲۲۳۴ - ۲۲۳۵ - ۲۲۳۶ - ۲۲۳۷ - ۲۲۳۸ - ۲۲۳۹ - ۲۲۴۰ - ۲۲۴۱ - ۲۲۴۲ - ۲۲۴۳ - ۲۲۴۴ - ۲۲۴۵ - ۲۲۴۶ - ۲۲۴۷ - ۲۲۴۸ - ۲۲۴۹ - ۲۲۵۰ - ۲۲۵۱ - ۲۲۵۲ - ۲۲۵۳ - ۲۲۵۴ - ۲۲۵۵ - ۲۲۵۶ - ۲۲۵۷ - ۲۲۵۸ - ۲۲۵۹ - ۲۲۶۰ - ۲۲۶۱ - ۲۲۶۲ - ۲۲۶۳ - ۲۲۶۴ - ۲۲۶۵ - ۲۲۶۶ - ۲۲۶۷ - ۲۲۶۸ - ۲۲۶۹ - ۲۲۷۰ - ۲۲۷۱ - ۲۲۷۲ - ۲۲۷۳ - ۲۲۷۴ - ۲۲۷۵ - ۲۲۷۶ - ۲۲۷۷ - ۲۲۷۸ - ۲۲۷۹ - ۲۲۸۰ - ۲۲۸۱ - ۲۲۸۲ - ۲۲۸۳ - ۲۲۸۴ - ۲۲۸۵ - ۲۲۸۶ - ۲۲۸۷ - ۲۲۸۸ - ۲۲۸۹ - ۲۲۹۰ - ۲۲۹۱ - ۲۲۹۲ - ۲۲۹۳ - ۲۲۹۴ - ۲۲۹۵ - ۲۲۹۶ - ۲۲۹۷ - ۲۲۹۸ - ۲۲۹۹ - ۲۳۰۰ - ۲۳۰۱ - ۲۳۰۲ - ۲۳۰۳ - ۲۳۰۴ - ۲۳۰۵ - ۲۳۰۶ - ۲۳۰۷ - ۲۳۰۸ - ۲۳۰۹ - ۲۳۱۰ - ۲۳۱۱ - ۲۳۱۲ - ۲۳۱۳ - ۲۳۱۴ - ۲۳۱۵ - ۲۳۱۶ - ۲۳۱۷ - ۲۳۱۸ - ۲۳۱۹ - ۲۳۲۰ - ۲۳۲۱ - ۲۳۲۲ - ۲۳۲۳ - ۲۳۲۴ - ۲۳۲۵ - ۲۳۲۶ - ۲۳۲۷ - ۲۳۲۸ - ۲۳۲۹ - ۲۳۳۰ - ۲۳۳۱ - ۲۳۳۲ - ۲۳۳۳ - ۲۳۳۴ - ۲۳۳۵ - ۲۳۳۶ - ۲۳۳۷ - ۲۳۳۸ - ۲۳۳۹ - ۲۳۴۰ - ۲۳۴۱ - ۲۳۴۲ - ۲۳۴۳ - ۲۳۴۴ - ۲۳۴۵ - ۲۳۴۶ - ۲۳۴۷ - ۲۳۴۸ - ۲۳۴۹ - ۲۳۵۰ - ۲۳۵۱ - ۲۳۵۲ - ۲۳۵۳ - ۲۳۵۴ - ۲۳۵۵ - ۲۳۵۶ - ۲۳۵۷ - ۲۳۵۸ - ۲۳۵۹ - ۲۳۶۰ - ۲۳۶۱ - ۲۳۶۲ - ۲۳۶۳ - ۲۳۶۴ - ۲۳۶۵ - ۲۳۶۶ - ۲۳۶۷ - ۲۳۶۸ - ۲۳۶۹ - ۲۳۷۰ - ۲۳۷۱ - ۲۳۷۲ - ۲۳۷۳ - ۲۳۷۴ - ۲۳۷۵ - ۲۳۷۶ - ۲۳۷۷ - ۲۳۷۸ - ۲۳۷۹ - ۲۳۸۰ - ۲۳۸۱ - ۲۳۸۲ - ۲۳۸۳ - ۲۳۸۴ - ۲۳۸۵ - ۲۳۸۶ - ۲۳۸۷ - ۲۳۸۸ - ۲۳۸۹ - ۲۳۹۰ - ۲۳۹۱ - ۲۳۹۲ - ۲۳۹۳ - ۲۳۹۴ - ۲۳۹۵ - ۲۳۹۶ - ۲۳۹۷ - ۲۳۹۸ - ۲۳۹۹ - ۲۴۰۰ - ۲۴۰۱ - ۲۴۰۲ - ۲۴۰۳ - ۲۴۰۴ - ۲۴۰۵ - ۲۴۰۶ - ۲۴۰۷ - ۲۴۰۸ - ۲۴۰۹ - ۲۴۱۰ - ۲۴۱۱ - ۲۴۱۲ - ۲۴۱۳ - ۲۴۱۴ - ۲۴۱۵ - ۲۴۱۶ - ۲۴۱۷ - ۲۴۱۸ - ۲۴۱۹ - ۲۴۲۰ - ۲۴۲۱ - ۲۴۲۲ - ۲۴۲۳ - ۲۴۲۴ - ۲۴۲۵ - ۲۴۲۶ - ۲۴۲۷ - ۲۴۲۸ - ۲۴۲۹ - ۲۴۳۰ - ۲۴۳۱ - ۲۴۳۲ - ۲۴۳۳ - ۲۴۳۴ - ۲۴۳۵ - ۲۴۳۶ - ۲۴۳۷ - ۲۴۳۸ - ۲۴۳۹ - ۲۴۴۰ - ۲۴۴۱ - ۲۴۴۲ - ۲۴۴۳ - ۲۴۴۴ - ۲۴۴۵ - ۲۴۴۶ - ۲۴۴۷ - ۲۴۴۸ - ۲۴۴۹ - ۲۴۵۰ - ۲۴۵۱ - ۲۴۵۲ - ۲۴۵۳ - ۲۴۵۴ - ۲۴۵۵ - ۲۴۵۶ - ۲۴۵۷ - ۲۴۵۸ - ۲۴۵۹ - ۲۴۶۰ - ۲۴۶۱ - ۲۴۶۲ - ۲۴۶۳ - ۲۴۶۴ - ۲۴۶۵ - ۲۴۶۶ - ۲۴۶۷ - ۲۴۶۸ - ۲۴۶۹ - ۲۴۷۰ - ۲۴۷۱ - ۲۴۷۲ - ۲۴۷۳ - ۲۴۷۴ - ۲۴۷۵ - ۲۴۷۶ - ۲۴۷۷ - ۲۴۷۸ - ۲۴۷۹ - ۲۴۸۰ - ۲۴۸۱ - ۲۴۸۲ - ۲۴۸۳ - ۲۴۸۴ - ۲۴۸۵ - ۲۴۸۶ - ۲۴۸۷ - ۲۴۸۸ - ۲۴۸۹ - ۲۴۹۰ - ۲۴۹۱ - ۲۴۹۲ - ۲۴۹۳ - ۲۴۹۴ - ۲۴۹۵ -